توحید پر ایمان اور سکونِ قلب

محمد اکرم ہُریری

اللہ تعالی پر ایمان لانا ہر بندہ پر فرض ہے۔ ایمان بنیادی طور پر اللہ تعالی کی وحدانیت کا اقرار کرنے اور اس پر عقیدہ رکھنے کو کہتے ہیں ویسے تو ایمانیات میں بہت سی چیزیں آجاتی ہیں لیکن بنیادی ایمان اللہ تعالیٰ کی الوہیت، ربوبیت اور صفات پر عقیدہ صحیح رکھنے کو ایمان کہتے ہیں۔ ارکان اسلام کی طرح ارکان عقائد بھی احادیث میں مذکور ہیں۔ رسول مکرم ﷺ فرماتے ہیں:

الْاِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَبِلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ[۱]

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالی، فرشتوں، کتابوں، رسولوں، قیامت کے دن پر ایمان لائے۔

حدیث مبارکہ میں سب سے پہلے جس چیز پر ایمان لانا مذکور ہے وہ اللہ تعالی کی ذات ہے۔ امام بخاریؒ ایمان کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

الْاِيمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ، وَإِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ، وَعَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ[۲]

ایمان زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور اپنے اعضاء کے ذریعے عمل کا نام ہے۔

بندہ جب عقیدہ توحید کو تسلیم کرتا ہے تو وہ مسلمان بن جاتا ہے۔ یاد رہے کہ عقیدہ توحید کے ساتھ رسالت اور عقیدہ آخرت پر ایمان لانا بھی اتنا ہی ضروری اور اہم ہے جس قدر خداوند کی ذات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالی پر ایمان وہی لاتا ہی ہے جو عقیدہ رسالت اور آخرت کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو ورنہ یہ سہل نہ ہے جس طرح حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ایمان لانے کا واقعہ ہے۔[۳]

جب کہ انسان گواہی دیتا ہے:

اشْهَدُ أنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ — میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

تو بندہ اپنے رب کے ساتھ اس عہد کا اقرار کرتا ہے جس کے تحت انسان کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُون (الذاریات،۵۱/۵۶) — اور ہم نے جنات اور انسانوں کو اپنی ہی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

تو گویا "اشْهَدُ أنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ" کلمہ شہادت تمام اقسامِ توحید (الوہیت، ربوبیت، اسماء و صفات) پر مشتمل ہے کیونکہ یہ جملہ ادا کرنے سے فوراً یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ اس سے توحید عبادت مراد ہے اور اسے توحید الوہیت کہتے ہیں جس میں توحید ربوبیت بھی شامل ہے کیونکہ اللہ کی عبادت کے لیے اس کی ربوبیت کا اقرار لازمی ہے اور اس معبود کی عبادت کے لیے اللہ کے اسماء و صفات کا علم ہونا ضروری ہے۔

توحید الوہیت

صرف ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی کا نام توحید الوہیت ہے۔ الٰہ سے الوہیت ہے اور الٰہ کے معنی معبود کے ہیں۔ توحید الوہیت کا معنی و مفہوم کیا ہے۔ ''۵۰۰ سوال و جواب برائے عقیدہ'' میں اس کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ:

> ''اللہ تعالیٰ کی اکیلے ہی عبادت کی جائے اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے، نہ کسی کو پکارا جائے، اور نہ ہی کسی سے مدد مانگی جائے، نذر و نیاز، ذبح اور قربانی صرف اللہ کے لیے کی جائے''[1]

قرآن قریم میں ارشاد الٰہی ہے کہ:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ . لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَاْ اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (الانعام، ۱۶۳/۷)

کہہ دیجیے بے شک میری نماز ، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لیے ہے جو جہانوں کا رب ہے ۔اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے ۔اور میں حکم ماننے والوں میں سے سب سے پہلا ہوں۔

پیر کرم شاہ ازہری [۵] تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا حاصل اور توحید کا سب سے اونچا مرتبہ یہ ہے جہاں انسان کھڑا ہو کر یہ اعلان کرتا ہے کہ میری سجدہ ریزیوں کا مقصد اور میری ہر طرح کی نیاز مندیوں اور عبادتوں کا مدعا صرف اللہ تعالی ہے ۔ میری زندگی اور میری موت صرف اسی کی رضا جوئی کے لیے ہے ۔میں اس کے ہر حکم کے سامنے سرفگندہ ہوں اور اس کے ہر فیصلے سے راضی ،اس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں'' [۶]

یعنی توحید باری تعالی پر اس طرح ایمان لائے کہ اس کی ذات، صفات، الوہیت اور ربوبیت پر بیک وقت ایمان ہو۔بندہ مومن جب اللہ پر ایمان لاتا ہے فقط اسی کی عبادت کرتا ہے اسی کو خالق و مالک سمجھتا ہے تو وہ دنیا کا عظیم ترین انسان ہے جسے ذہنی سکون کا خزانہ ملا ہوا ہے کیونکہ دنیا میں ہر معاملے پر خدا کی رضا پر راضی رہنا اس کا وطیرہ ہے۔اسی کے سامنے جھکنے والا عمل اسکی زندگی کو پرسکون بنانے والا ہوتا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی [۷] فرماتے ہیں کہ:

۱۔ ایمان امن سے ہے اس کے معنی ہیں اعتماد و اعتقاد اس کی فطرت میں شامل ہے۔ایمان کے لیے ناگزیر ہے کہ آدمی کو اللہ تعالی کے وجود پر یقین راسخ ہو۔

۲۔ ایمان کی اصل خدا کی محبت ہے ہم ایک ایسے معبود پر ایمان رکھتے ہیں جس سے ہم محبت کرتے ہیں، جس سے امید رکھتے ہیں اور جس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔

۳۔ اللہ تعالی کے انعامات و احسانات پر غور کرنے سے فطرت میں اللہ تعالی پر ایمان

لانے کا جو تقاضا ابھرتا ہے اس کی بنیاد شکر پر ہے۔

۴۔ ایمان کا ثمرہ اطاعت الٰہی اور اطاعت الٰہی کا ثمرہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔[8]

مولانا اصلاحی کی ان تشریحات پر غور کریں تو یہ حقیقت واضح ہوگی کہ اللہ کریم پر ایمان لانے سے امن، اعتماد، اعتقاد، محبت الٰہی اور خوشنودی کی طلب، شکر اور اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جو بندہ مومن کو ان مذکورہ خوبیوں کے ہوتے ہوئے ذہنی تسکین مہیا کرتا ہے کہ وہ ایک ایسے رب کی عبادت کرتا ہے، اس پر ایمان لاتا ہے اور اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھراتا کیونکہ وہ تمام تر صفات میں اعلیٰ وارفع کمالات کا تخلیق نگار، مالک و منبع ہے۔

عقیدہ توحید اپناتے وقت کیا رد یہ اختیار کیا جائے اس کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا وحید الدین خاں[9] لکھتے ہیں کہ:

''آدمی کو چاہیے کہ اس معاملے میں وہ اس طرح سنجیدہ ہو جس طرح دنیا میں کوئی مسئلہ کسی کا ذاتی ہو تو اس میں آخری حد تک سنجیدہ ہو جاتا ہے۔''[10]

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کرنے اور دنیا کے حقیقی امن اور سکون میں داخل ہونے کے لیے ضروری ہے کی عقیدہ توحید کو پورے خلوص سے اپنائے اور اس طرح اپنانے کی کوشش کرے جیسا کہ اس کا حق ہے۔ انسان کوشش اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کرتا ہے اور کامیابی بھی اللہ ہی کے فضل و کرم سے نصیب ہوتی ہے۔

توحید ربوبیت

ربوبیت سے مراد پالنا اور پرورش کرنا ہے۔ اسی مفہوم میں گھر کی مالکہ پر یہ لفظ عربی میں 'ربّة البیت' بولا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حقیقی پالنے والا ہے لہٰذا یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام کائنات کو پالنے والا' رزق دینے والا اور اکیلا داتا ہے' توحید ربوبیت ہے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے ہیں کہ:

''ربوبیت: کے معنی ہیں پالنے کے لیکن پالنے کو اس کے وسیع اور کامل معنوں میں لینا چاہیے۔ [ھو انشاء الشي حالا فحالا الی حدا

لتمام] یعنی کسی کو یکے بعد دیگرے اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے مطابق اس طرح نشو نما دیتے رہنا کہ اپنی حد کمال تک پہنچ جائے۔"[11]

مولنا آزاد اس کی تشریح فرماتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ:

"ربوبیت کے لیے ضروری ہے کہ پرورش اور نگہداشت کا ایک جاری اور مسلسل اہتمام ہو اور ایک وجود کو اس کی تکمیل و بلوغ کے لیے وقتاً فوقتاً جیسی ضرورتیں پیش آتی رہیں۔ ان سب کا سروسامان ہوتا رہے نیز ضروری ہے کہ سب کچھ محبت کے ساتھ ہو۔ کیونکہ جو عمل محبت و شفقت عاطفہ سے خالی ہو گا ربوبیت نہیں ہو سکتا"[12]۔

اللہ تعالی ہی خالق و مالک، رازق و داتا ہے اور وہی ذات نفع دینے اور نقصان سے بچانے والی ہے۔ اس عقیدہ کی تائید میں قرآن کریم میں جگہ جگہ ارشادات الٰہی ملتے ہیں۔ بندہ مسلم کو چاہیے کہ ان عقائد پہ من وعن ایمان لا کر اپنے لئے ذہنی تسکین تلاش کرے۔

اس سلسلہ میں رسول کریم ﷺ کے وہ الفاظ مبارکہ بھی قابل غور ہیں جس کے توسط سے آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد اللہ کے حضور ملتمس ہوا کرتے تھے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو جو خط لکھا اس میں بھی یہ الفاظ مذکور ہیں:

لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ[13]۔	اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہی اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ساری کائنات کا مالک وہی ہے اور ہر قسم کی تعریف اسی کے لائق ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو چیز تو دینے پہ آجائے اس کو کوئی نہیں روک سکتا اور جو چیز تو نہ دینا چاہے وہ کوئی عطا نہیں کر سکتا اور تیرے سامنے کسی کو اس کی بزرگی (مقام و مرتبہ) فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

اب رہا ان لوگوں کا خیال جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں یا ربوبیت

میں شریک کرتے ہیں، جو توحید ربوبیت کا انکار کرتے ہوئے اپنے لیے ذہنی انتشار پیدا کرتے ہیں اور زندگی کا سکون خاک میں ملاتے ہیں۔قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ (الزمر ۳۹/۳)

اور وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا اور حمایتی بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں۔اچھی طرح قریب کرنا۔ یقیناً اللہ ان کے درمیان اس کے بارے میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ بلا شبہ اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہو۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرماتے ہوئے اپنے اوپر ایمان رکھنے والوں کو تسلی دی ہے کہ غیر اللہ کو ماننے والوں کی طرح ان کے عقیدہ میں یہ خرابیاں پیدا نہیں ہوئی جو اپنے آپ کو اس طرح مطمئن کرتے ہیں کہ ہم تو اسی اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ہی تو غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ جبکہ یہ گمراہ ہیں اور گمراہ لوگ کافر ہیں جو ہدایت کے قابل نہیں۔ اور جو ہدایت کے قابل نہیں وہ دنیا میں سکون کیوں کر حاصل کر سکتے ہیں۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اتحاد و اتفاق (سکون دہ زندگی) صرف توحید باری تعالیٰ سے ہی ممکن ہے۔شرک میں کوئی اتفاق نہیں ہو سکتا۔دنیا بھر کے مشرکین کبھی اس بات پر متفق نہیں ہوئے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ہاں رسائی کا ذریعہ آخر کون سی ہستیاں ہیں''۱۴۔

اس میں قابل اطمینان بات یہ ہے کہ انسان اللہ کو الٰہ واحد اور معبود ہونے کے ساتھ داتا، خالق و مالک اور رازق، نفع دینے اور نقصان سے بچانے والا تصور کرتے ہوئے اعتقاد رکھے۔ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا اس کے لیے خوشخبری کا وعدہ ہے جیسا کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ اس نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ان میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے، ان کا لباس ریشم کا ہو گا اور دنیا میں ان کو فضیلت یہ ہے کہ ان کو اچھی بات کلمہ توحید کی رہنمائی کی گئی ہے''۱۵۔

ایک بندۂ مسلم کے لیے یہ بات بڑی ہی خوشخبری والی ہے کہ اللہ تعالی آخرت میں نعمتوں سے بھرپور زندگی عطا فرمائے گا اور دنیا میں اپنی توحید پر قائم رکھے گا اور جو بھی خوشخبری ہوتی ہے وہ اطمینان بخش ہوتی ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ (الانفال ۱۰/۸)	اللہ نے اس بات کو خوشخبری بنایا ہے تا کہ تمہارے دلوں کو اطمینان پہنچے۔

لہٰذا قرآن کریم میں جہاں کہیں خوشخبری کے الفاظ ہوں سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ رب العزت اس پر عمل کی بدولت اطمینان بخش زندگی کی خبر دے رہا ہے۔

اللہ تعالی کے نام اور صفات

اس توحید سے مراد اللہ تعالی کے وہ اسماء حسنیٰ اور صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے یا رسول کریم ﷺ نے اللہ تعالی کے لیے صحیح احادیث میں ذکر فرمائے ہیں۔ یہ اسماء وصفات اللہ تعالی کے لیے اس طرح ثابت ہیں کہ اس میں کسی مخلوق کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں اور نہ ہی کوئی مماثلت ہے بغیر کسی تاویل اور معنی کی نفی کے اسماء وصفات اللہ تعالی کے لیے ثابت ہیں۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر (الشوریٰ ۴۲/۱۱)	اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے مولانا پیر کرم شاہ ازہری تحریر فرماتے ہیں:

''کوئی چیز ذات یا صفات میں اللہ سبحانہ وتعالی کی مانند نہیں تا کہ اگر اللہ

تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی پناہ لی جائے تو کام بن جائے۔ انسان کو اپنے خالق کا در چھوڑ کر کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ وہ سمیع و بصیر ہے اپنی ہر مخلوق کی فریاد اور اس کا نالۂ درد بھی سن رہا ہے اور اس کی حالت زار کو بھی دیکھ رہا ہے۔ اور کون ہے جس کی یہ شان ہو۔" [۱۶]

اہل ایمان کا رویہ یہی ہونا چاہیے کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہونے والے اسماء وصفات سے تجاوز نہ کریں اور ان کو مان لیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کئے ہیں۔ اگرچہ عقل انہیں تسلیم نہ بھی کرے۔ اس طرح جس چیز کی اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے نفی فرمادی ہے اس کی نفی کر دیں۔ اگرچہ عقل اس کے ثابت ہونے کا تقاضا کرتی ہو۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل و ابد سے ہی ہر چیز سے بلند ہے۔ اور اس کی ذات و صفات جیسا کوئی بھی نہیں۔

مولانا امین احسن اصلاحی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

"آخر دوسرا کون ایسا ہوسکتا ہے جس کو اس کے مثل قرار دیا جاسکے، کوئی چیز بھی نہ اس کے مثل ہے نہ ہوسکتی ہے وہ اپنی ذات وصفات میں بالکل یکتا ہے، پھر اس سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ جب آسمانوں کا خالق وہ ہے، ان سے جو کچھ اترتا ہے اس کا اتارنے والا بھی وہی ہے۔ جب زمین کا بنانے والا وہ ہے تو اس سے جو کچھ برآمد ہوتا ہے اسکا برآمد کرنے والا بھی وہی ہے" [۱۷]

یہاں مفسر گرامی نے بہت ہی اچھے انداز میں صفات باری تعالیٰ اور قدرت الٰہی پر بحث کی ہے جس سے قاری کو سمجھنے میں اتنی آسانی ہوتی ہے کہ ذہنی طور پر توحید باری تعالیٰ کے ان دلائل اور پہلوؤں پر اطمینان حاصل کرسکیں۔

یہاں پر یہ بحث نہیں کی جائے گی کہ اسماء وصفات کون کون سے ہیں کیونکہ ایک بندہ مومن ہونے کی حیثیت سے یہ سب کے علم میں ہیں۔ یہاں یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ اسماء وصفات والی توحید پر ایمان لانے والوں کے لیے اللہ نے دنیا و آخرت کی زندگی کا سکون پنہاں رکھا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلِلّٰهِ الأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا (الاعراف ۱۸۰/۷)
اور اللہ جل شانہ کے اچھے اچھے نام ہیں تم ان ناموں کے ذریعے اللہ سے دعا کیا کرو۔

دعا کریں اور ایسی دعا کریں جس طرح دعا کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم دے رہے ہیں کہ اس کے ناموں کا واسطہ دے کر کی جائے۔ دعا کے متعلق حقیقت ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کو دنیا و آخرت دونوں لحاظ سے ذہنی تسکین کا خزانہ عطا فرماتا ہے۔ ذہنی انتشار سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ہدایت فرمائی کہ:

فَلاَ تَضْرِبُواْ لِلّٰهِ الأَمْثَالَ (النحل ۷۴/۱۶)
اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں بیان نہ کرو۔

کیونکہ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے کہ:

وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ (الاخلاص ۴/۱۱۲)
اور کوئی بھی اس کی برابری کرنے والا ہمسر نہ ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مماثلت کی ممانعت کے بارے میں ایک مصنف نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ:

> ''یہ ایک طے شدہ اصول ہے کہ ظاہراً کسی نام کی کسی صفت کے ساتھ مشابہت و مماثلت ہونے سے حقیقی طور پر دونوں کا ایک طرح ہونا لازم نہیں آتا۔ دیکھیے انسان کا بھی چہرہ ہے اور اونٹ کا بھی ''چہرہ'' نام تو دونوں کا ایک ہی ہے لیکن حقیقت دونوں کی الگ الگ ہے۔ اسی طرح اونٹ کے بھی ہاتھ ہیں اور چیونٹی کے بھی، کیا دونوں کی آپس میں کوئی مماثلت ہے؟ جبکہ اس کا جواب ہے ہرگز نہیں'' [۱۸]

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا صاف صاف ارشاد ہے:

لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر (الشوریٰ ۱۱/۴۲)
اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

آیت کا تقاضا ہے کہ وہ مخلوقات میں سے کسی چیز کے ساتھ مشابہت و مماثلت نہیں رکھتیں بلکہ وہ اللہ کے شایان شان ہیں۔ یہ عقیدہ ہو گا تو ذہنی طور پر سکون محسوس کرے گا ورنہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعاً قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ (الزمر ۳۹/۶۷)

اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر (پہچان) ہی نہ کی جس طرح اس کی قدر کرنے کا حق تھا حالانکہ ساری زمینیں روز قیامت اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوں گے۔

صاحب ''تدبر قرآن'' اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''ان جاہلوں نے اپنے مزعومہ شریکوں کو جو خدا کے برابر لا بٹھایا اس کی وجہ یہ کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی شان اور اس کی عظمت نہیں پہچانی۔ انہوں نے خدا کو اپنے محدود پیمانوں سے ناپا ہے۔ اسی وجہ سے ذرہ اور آفتاب، قطرہ اور سمندر میں امتیاز نہ کر سکے'' [19]

معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ رب العزت کے مقام و مرتبہ کو صحیح طور پر جان و پہچان نہ سکیں اور پھر اس کے تقاضوں کو پورا نہ کر سکیں وہ اس دنیا میں خوشحال و پرسکون نہیں رہ سکتے ہیں۔ حقیقی اطمینان قلبی کے لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت اس پر ایمان اور یقین لازمی چیز ہے۔ اس کے برعکس جو انسان اپنے خالق و مالک، رازق اور معبود کی پہچان میں ناکام رہا وہ ذہنی سکون کی دولت سے محروم رہا۔

حواشی و مراجع

1. محمد بن اسمعیل بخاری (م۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب سوال جبرئیل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان وعلم الساعة
2. صحیح بخاری، کتاب الایمان
3. دیکھیے عظیم حاصل پوری، دروس القرآن، مکتبہ اسلامیہ، ۱/۳۱۳
4. ۵۰۰ سوال وجواب برائے عقیدہ، مترجم حافظ یاسر عرفات، مکتبہ بیت السلام لاہور، ص۱۷۳
5. پیر کرم شاہ سلسلہ چشتیہ کے چشم و چراغ، جامع ازہر سے تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے ازہری کہلائے، سجادہ نشین بھیرہ شریف سرگودھا تھے۔ وفاقی شرعی عدالت سپریم کورٹ

کے جسٹس بھی رہے۔ تفسیر ضیاء القرآن ان کا شاہ کار ہے۔

۶؎ پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، ۱۴۰۲ھ، ۴۱۹/۱

۷؎ مولانا امین احسن اصلاحی (۱۹۰۴ـ۱۹۹۷) معروف مفسر اور فکر فراہی کے دلدادہ مذہبی اسکالر تھے۔ جماعت اسلامی کے سرکردہ لوگوں میں تھے بعد میں جماعت کو چھوڑ کر تفسیر تدبر قرآن کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کی تفسیر میں لغوی بحثیں بہت ملتی ہیں اور مختلف مقامات پر ان کا موقف متداول علماء سے مختلف ہے۔ اس کے علاوہ کئی کتب تصنیف کی۔ ان کی وفات لاہور میں ۱۵ دسمبر ۱۹۹۷ کو ہوئی۔

۸؎ امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، تاج کمپنی، دہلی، ۱۹۸۹ء، ج ۲، ص ۵۷-۵۶

۹؎ وحید الدین خاں انڈیا کے معروف عالم دین اور مذہبی اسکالر اور متعدد کتب کے مصنف ہیں، ان کی تحریر علمی اور جاذب نظر ہوتی ہیں۔ الرسالہ کے مدیر ہیں اور یہ بیک وقت انڈیا اور پاکستان دونوں جگہ سے شائع ہوتا ہے۔ ان کی تحریروں میں دو چیزیں نمایاں ہیں تجدد اور تذکیر۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔

۱۰؎ وحید الدین خاں، تذکیر القرآن، مکتبہ شرفیہ، لاہور، ۳۵۸/۱

۱۱؎ ترجمان القرآن، اسلامی اکادمی، لاہور، ۳۵/۱

۱۲؎ ترجمان القرآن، ۳۵/۱

۱۳؎ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلوٰۃ

۱۴؎ ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ترجمان القرآن، لاہور، ۳۵۸/۶

۱۵؎ اشرف علی تھانوی، حل القرآن، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ۷۷/۲

۱۶؎ ضیاالقرآن، ۳۶۶/۴

۱۷؎ تدبر قرآن، ۱۵۱/۷

۱۸؎ ۵۰۰ سوال وجواب برائے عقیدہ، محولہ بالا، ص ۱۰۰

۱۹؎ تدبر قرآن، ۶۱۰/۴